

رہنے والے ہو۔ اپنے گھر گئے تو پھر پکڑے جاؤ گے۔

یہ بات بھی ہے اس نے کہا، اور یہ بھی ہے کہ مجھے بھاگنے کی ضرورت بھی نہیں ہے۔

ضرورت! میں حیران ہوا۔ یعنی تمہیں آزادی کی ضرورت نہیں ہے، وہ کیوں؟

مجھے یہاں ہر طرح کا آرام ہے، پہرے دار دوست بن گئے ہیں جو چاہوں کروں، باہر بھی گھوم پھر آتا ہوں، کسی کو پتہ بھی نہیں چلتا۔ یہاں سکون سے اپنے امتحان کی تیاری کر رہا ہوں۔

اچھا، کون سے امتحان کی۔

بی۔ اے کا امتحان دے رہا ہوں، پچھلے سال میری ماں فوت ہو گئی تھی۔ ایک دو پرچے رہ گئے تھے۔

شکل سے پڑھا لکھا لگ رہا تھا، بات چیت سے اس کی تصدیق ہو گئی تھی اب اس نے اپنی زبان سے کہہ دیا کہ وہ امتحان کی تیاری کر رہا ہے تو آخر پکڑا کس جرم میں گیا ہے!

میرا خیال ہے، میں نے کہا۔ کہ یہ وردی اسی پہرے دار کی ہے تمہارے ناپ کی نہیں ہے۔ ۳

لڑکے نے اپنے اوپر ایک نگاہ ڈالی اور مسکرا کر کہا کیا میں جو کر لگ رہا ہوں؟

نہیں، اب ایسا بھی نہیں، کئی سپاہی میں نے اس بھی زیادہ بے ڈول وردی میں دیکھے ہیں۔

وہ پھر ہنس پڑا۔ سر، آپ بیٹھ جائیں۔ اس نے ایک ٹوٹی پھوٹی کرسی کی طرف اشارہ کیا، جس پر پہرے دار تھک کر بیٹھ جاتے ہوں گے۔

نہیں بیٹھوں گا نہیں، میں نے کہا، میں تو ٹہلنے نکلا تھا مگر پہلے تمہاری شخصیت نے اور پھر تمہاری کہانی نے جکڑ لیا۔ میں نے لوگوں سے ان کی آپ بیتی اگلوانے کا گرا استعمال کیا۔

وہ پھر مسکرا دیا۔

اچھا یہ بتاؤ کہ تم جیسے ہوشمند، پڑھے لکھے نوجوان کو کس جرم میں دھرا گیا ہے۔ میں آہستہ آہستہ اصل موضوع پر آ رہا تھا۔ دھرا گیا کا لفظ میں نے جان بوجھ کر کہا تاکہ وہ جان لے کہ کم از کم میں اسے بے گناہ سمجھتا ہوں۔

میجر صاحب کے باغ سے سیب چرانے کے جرم میں۔ یہ کہہ کر وہ بے اختیار ہنس پڑا۔ مجھے اس کی ہنسی سے محسوس ہوا کہ درون خانہ کوئی اور بات ہے۔ جہاں قدم قدم پر سیب کے درخت پھلوں سے لدے کھڑے ہوں وہاں میجر صاحب کے باغ سے سیب چرانے کی بات دل کو نہیں لگی، اس پر اس کی ہنسی جو ویسے بھی کچھ اور کہانی کہہ رہی تھی۔۔

بات بڑھانے کو میں نے پوچھا۔ کیا ان کے باغ کے سیب بہت خاص ہیں؟

جی ہاں، اس نے کہا اور پھر ہنسا۔ مجھے لگا جیسے وہ اپنے کسی ذاتی لطفینے کا لطف لے رہا ہے۔

کتنے دن کی سزا ہوئی ہے؟

تین ماہ کی، مگر وہ بڑھ بھی سکتی ہے۔

بھئی تمہاری باتوں نے مجھے بالکل الجھا دیا۔ میری سیر تو گئی۔ میں نے ڈرامے کا مکالمہ بڑے انداز سے ادا کیا۔

اؤل تو تین ماہ کی سزا و ایک سیب توڑنے کے جرم میں بہت زیادہ ہے اور وہ بڑھ بھی سکتی ہے، یہ اور بھی عجیب بات ہے!

میں نے کہا۔

سر۔ وہ لڑکا بولا۔ آپ نے مجھ سے اتنے سوال کئے، کیا میں آپ سے بھی ایک سوال کر سکتا ہوں۔

تم بہت ہوشیار ہو، میں نے کہا، ایک سوال میں تین سوال کر ڈالے، خیر، میں بتاتا ہوں کہ میں لاہور سے آیا ہوں، لکھنا لکھانا میرا کام ہے۔ اسکر دو کے بارے میں ایک مضمون لکھنا چاہتا تھا، مضمون تو لکھ لیا مگر اس خوبصورت نخطے نے مجھے اپنا قیدی بنا لیا۔
آپ یہاں سے جانا نہیں چاہتے؟

چاہتا تو ہوں مگر موسم اجازت نہیں دیتا، روز بشارت ہوتی ہے کہ آج جہاز جائے گا اور روز فلائٹ منسوخ ہو جاتی ہے۔ سو میرے تینوں سوالوں

کے جواب تمہیں مل گئے۔ اب مجھے یہ بتاؤ کہ تمہاری سزا بڑھ کیسے سکتی ہے۔

میں نے بتایا نا کہ پہرے دار دوست بن گئے ہیں، کبھی کبھار گھر جانے کی اجازت بھی دے دیتے ہیں تو میں راستے میں پھر۔۔ میجر صاحب کے گھر جا کر۔۔ وہ مسکرا کر خاموش ہو گیا۔

تم پھر سب توڑنے پہنچ جاتے ہو؟

جی۔ اس نے کہا۔ اس کے چہرے پر مسکراہٹ اب بھی تھی۔

ہاں یہ تو بتاؤ تمہارا نام کیا ہے۔

عبدل قادر۔

یار عبدل قادر، یہ بتاؤ کہ تمہاری سزا میں اضافہ کیسے ہو سکتا ہے!

میجر صاحب اپنا تبادلہ کروانا چاہتے ہیں۔ ادھر میرے تین ماہ پورے ہونے والے ہیں، اگر وہ کسی وجہ سے میری سزا کی معیاد سے پہلے نہ جاسکے تو میری سزا میں اضافہ ہو سکتا ہے۔ اگر وہ جلدی چلے گئے تو ہو سکتا ہے مجھے جلدی چھوڑ دیا جائے۔
پھر، باغ کے سیبوں کا کیا ہو گا۔

س کا فیصلہ میں نے ان کی بیٹی پر چھوڑ دیا ہے۔

واہ میاں قیدی کی دلچسپ کہانی ہے تمہاری، میں نے ہنس کر کہا۔

مگر، سر اس وقت میں پہرے دار ہوں۔ اس نے شوخی سے کہا۔

مجھے اس کا مذاق اچھا لگا۔ اوہ، سوری میں نے کہا۔ واقعی پہرے دار صاحب تمہاری کہانی مزے

۵

دار ہے، لیکن اگر آپ پہرہ دیتے ہوئے پکڑے گئے تب بھی سزا میں یقیناً اضافہ ہو جائے گا۔

میرا خیال ہے کہ نہیں، ایسے موسم میں کوئی کم نکلتا ہے، اور یہاں کسی کو اس سے غرض بھی نہیں کہ کون پہرہ دے رہا ہے، کون اندر ہے۔ پھر وہ ایک دم جھجکا، اس کی آنکھوں میں تھوڑی سی تشویش نظر آئی، آپ تو کسی سے نہیں کہیں گے؟

کہہ بھی دوں تو کیا فرق پڑے گا، میں نے اسے چھیڑا۔ تم تو جیل میں خوش ہو۔ تین ماہ کے بجائے چھ ماہ سہی۔

خوش نہیں ہوں جناب، مجبوری ہے، ان حالات میں مطمئن ہوں جو مجھ پر پڑے ہیں ورنہ آزادی کسے اچھی نہیں لگتی۔

آپ نے ابھی کہا اس خوب صورت نخطے نے آپ کو قید کر لیا پھر بھی آپ یہاں سے جلد سے جلد جانا چاہتے ہیں کیونکہ قید کسی کو پسند نہیں ہوتی۔

بھی تم بہت ذہین ہو، میں نے تم سے ہار مان لی، بس اب ایک آخری سوال کا جواب دو تو میں چلوں۔

پوچھئے سر۔

جب میں یہاں آیا تو تم بالکل اکیلے تھے۔ جیل میں تالا لگا ہوا تھا۔ تمہیں معلوم تھا کہ جیل میں کوئی نہیں ہے، تمہیں کوئی دیکھ نہیں رہا ہے، کونے میں کرسی بھی پڑی تھی تم اس پر بیٹھ بھی سکتے تھے مگر تم دروازے کے سامنے بندوق لئے مستعدی سے کھڑے تھے

دو دو کواں؟

پہرے دار ایک طرح میرا باس ہے، اس نے کہا۔ جو حکم وہ مجھے دیتا ہے وہ میں کرتا ہوں مجھ سے اس نے کہا، یہ وردی پہن کر شام تک کوٹھڑی کا پہرہ دو، دیکھو بھاگنا مت، میں سمجھتا ہوں مجھے یہ ڈیوٹی دی گئی ہے، اسے پوری طرح کرنا میرا فرض ہے۔ کیا آپ ایسا نہیں سمجھتے، سر؟

میں یہ سمجھا ہوں۔۔ میاں عبدال قادر کہ میجر صاحب نے تمہیں سزا دلوا کر سخت غلطی کی ہے۔ انھیں اپنی بیٹی کے لئے تم سے بہتر شخص ملنا مشکل ہے۔

یہ آپکی مہربانی ہے، اس نے کہا۔ اس کے لہجے میں وہ پہلی بشارت نہیں تھی۔

مجھے یقین ہے، میں نے اسے خوش کرنے کو کہا۔ کہ میجر صاحب کے باغ کے سیبوں کا فیصلہ تمہارے حق میں ہوگا۔

مگر جناب میں ایک معمولی کسان کا بیٹا ہوں، اس کا سر جو میں نے اب تک جھکا نہیں دیکھا تھا

۶

یہ ایک جھک گیا۔

میرے پاس بھی کہنے کو کچھ نہیں تھا۔ میں نے کہا۔ اب چلوں گا۔

اس سے مصافحہ کرنے کے بعد اس کے جھکے سر اور جھکی گردن کو افسوس سے دیکھتا ہوا وہاں سے چلا آیا۔

